OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.***

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jul-Dec-2021
Vol: 5, Issue: 2
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

انسانی زندگی میں جنات کے اثرات

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

عزیر احمد*
ڈاکٹر حافظ انس نضر**

ABSTRAC

Among different creations of Allāh, Jinnāt have their own independent existence. By essence, they neither belong to the human race nor to the angelic world. One commonality between Jinnāt and human beings is that they both are provided with consciousness and can practice their own free-will in terms of choosing what is right and what is wrong, while angles are deprived of this ability. Jinnāt are mentioned in numerous places in the Qur'ān and the Aḥādīth of the Prophet SAW, so much so that it would be unreasonable to deny their existence. Henceforth, the scholars from every period of time have acknowledged their existence and it wouldn't be wrong to claim that they all share almost similar views on them. Likewise, every Muslim group acknowledged their existence with the exception of Jahmīyah and Mu'tazilah. As far as Jews and Christians are concerned, they too like Muslims believe in

* ایم فل علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ ، دی یونیورسٹی آف لاہور

the existence of Jinnāt. To summarize, it is proven by means of multiplicity (Tawātur) of report from all the Prophets and Messengers and therefore, every follower of the heavenly religion has some sort of belief in the existence of Jinnāt. as far as their influence on the human beings is concerned, there are three major views prevailing among Muslims. There are those who completely deny their existence and therefore, do not in anyway acknowledge their influence on human life. Then there are those who do believe in their existence but are of the opinion that they remain aloof from human beings and therefore, have no influence on the human life. The third opinion which is the opinion of the majority of the scholars is that not only Jinnāt exist but they have the power to influence and affect human beings as well. In this treatise, the opinion of the proponents of the third view is analyzed and their evidences from Qur'ān and Sunnah are discussed.

Keywords: جنات، چمٹنا، جادوٹونا، آسیب، معتزلہ، جن وانس

جنات فرشتوں اور انسانوں سے مختلف ایک مستقل وجود رکھتے ہیں۔ جنات بطور جنس نہ انسانوں سے ہیں نہ فرشتوں سے۔ انسانوں اور جنوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ یہ عقل وشعور رکھتے ہیں اور خیر وشر دونوں کا راستہ اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، جبکہ فرشتوں کے پاس یہ اختیار نہیں ہے۔ قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ اور اقوال صحابہ و تابعین میں جنات کا تذکرہ اتنی کثرت سے آیا ہے کہ ان کا انکار بہت مشکل امر ہے۔ اسی وجہ سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مسلمین میں یہ متفق علیہ حقیقت ہے۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے کسی بھی جماعت نے جنوں کے وجود کا انکار نہیں کیا، سوائے جہمیہ، معتزلہ وغیرہ کے۔ جہاں تک اہل کتاب، یہود و نصاری کا تعلق ہے تو وہ بھی مسلمانوں کی طرح جنات کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ کسی بھی رسول کو ماننے والا، کوئی بھی مذہب رکھنے والا اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ جنوں کا معاملہ انبیائے کرامؑ سے متواتر ثابت ہے۔

جنات اور ان کے انسانوں پر اثرات کے بارے میں لوگوں میں مختلف نظریات ہیں: ایک گروہ سرے سے

جنات کے وجود کا انکاری ہے۔ ایک گروہ جنات کے وجود کا اقراری ہے، لیکن ان کے انسانوں پر اثرات اور دخل اندازی کا منکر ہے۔ جبکہ تیسرا گروہ (جمہور) دونوں باتوں (وجود اور اثرات) کا قائل ہے۔ زیر نظر آرٹیکل میں تیسرے گروہ کا موقف اور ان کے دلائل قرآن وسنت سے پیش کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات دلالت کرتی ہیں کہ جنات مخلوق ہیں، مکلّف ہیں، جزا و سزا کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے پیدا کیا اور انسانوں سے قبل پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک مستقل سورت جنات کے نام سے نازل فرمائی۔ بہت ساری آیات اور احادیث میں جنات کا ذکر آیا ہے۔ سورہ انعام میں فرمان الٰہی ہے:

﴿يَٰمَعۡشَرَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِ أَلَمۡ يَأۡتِكُمۡ رُسُلٞ مِّنكُمۡ يَقُصُّونَ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِي وَيُنذِرُونَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هَٰذَاۚ قَالُواْ شَهِدۡنَا عَلَىٰٓ أَنفُسِنَاۖ وَغَرَّتۡهُمُ ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَا وَشَهِدُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ أَنَّهُمۡ كَانُواْ كَٰفِرِينَ﴾[1]

"اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ (پروردگار!) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔"

سورۂ سجدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَٰكِنۡ حَقَّ ٱلۡقَوۡلُ مِنِّي لَأَمۡلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ ٱلۡجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ أَجۡمَعِينَ﴾[2]

"لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے پر کردوں گا۔"

اسی طرح بہت سی احادیث میں جنات کا ذکر موجود ہے، حضرت عائشہؓ (58ھ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ

[1] - الانعام 6: 130

[2] - السجدة 32: 13

لَكُمْ»[1]

حضرت ابو سعید خدریؓ (63ھ یا 65ھ) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"میرا خیال ہے کہ تمہیں بکریاں اور دیہاتی ماحول بہت پسند ہے، سو جب تم اپنی بکریوں یا دیہات میں ہو اور آذان کہو، تو اپنی آواز بلند کیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز جن، انسان اور جو چیز بھی سنتی ہے، وہ قیامت والے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔"[2]

شیطان کا انسان کے ہر کام میں اثر انداز ہونا

انسان کوئی بھی کام کرے شیطان اس میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر شیطان کی پناہ مانگ لی جائے اور اللہ کے نام سے کام شروع کیا جائے تو شیطان پھر اثر انداز نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ تمام معاملات میں دخل دیتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت جابرؓ (۷۸ھ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے:

"بلاشبہ شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہوتا ہے، حتی کہ اس کے کھانے کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تمھارے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے مٹی وغیرہ صاف کر کے اسے کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے، یقیناً وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے میں سے کس میں برکت ہے۔"[3]

ہر انسان کے ساتھ ایک جن کا مقرر ہونا

انسانی تمام معاملات میں جنات کی اثر اندازی ایک اور حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1]۔ المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول اللهﷺ، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، دار إحياء التراث العربي بيروت، 1428ھ، كتاب الزهد، باب فى أحاديث متفرقة، رقم الحديث:2996

[2]۔ الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللهﷺ وسننه وأيامه، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، دار طوق النجاة بيروت، كتاب الآذان، باب رفع الصوت بالنداء، رقم الحديث:609

[3]۔ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب استحباب لعلق الأصابع۔۔۔۔، رقم الحديث:2033

"مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: وَإِيَّاىَ إِلاَّ أَنَّ الله أَعَانَنِى عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلاَ يَأْمُرُنِى إِلاَّ بِخَيْرٍ." [1]

"نہیں ہے تم میں سے کوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایک جن مقرر کر دیا ہے "صحابہ کرامؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: "میرے ساتھ بھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے تو وہ مطیع ہو گیا ہے تو مجھے بس خیر ہی کا حکم دیتا ہے۔"

انسانی بدن میں جنات کی اثر اندازی

عربی میں آسیب لگنے یا سحر زدہ ہونے کو الصرع اور آسیب زدہ کو المصروع کہتے ہیں۔

ابن منظورؒ (۷۱۱ھ) کہتے ہیں:

"الصرع کا مطلب ہے زمین پر گرانا اور تہذیب میں اسے انسان کے ساتھ خاص کیا ہے اور الصرع ایک معروف بیماری ہے اور الصریع مجنون کو کہتے ہیں۔" [2]

حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"الصرع وہ بیماری ہے جو اعضائے رئیسہ کو ان کے انفعال سے بالکل روک دیتی ہے۔

مزید فرماتے ہیں: "الصرع جنون کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔" [3]

وحید عبد السلام بالی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"الصرع یہ ہے کہ انسانی عقل میں خلل واقع ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے، کیا کہہ رہا ہے اور آئندہ کیا کہے گا۔ اس کے اقوال میں ربط نہیں ہوتا۔ اس کا حافظہ باقی نہ رہے یا عقلی خرابی کے باعث اس کی حرکتوں اور کاموں میں خبطی پن آجائے۔" [4]

مزید فرماتے ہیں:

---

[1] ۔ صحیح مسلم: کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان........، رقم الحدیث:2814

[2] ۔ ابن منظور الإفريقى، محمد بن مكرم بن على أبو الفضل، لسان العرب، دار صادر بيروت، 1414 هـ 197:8،

[3] ۔ العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل، فتح البارى شرح صحيح البخاري، دار المعرفة - بيروت، 1379ھ ، 114:10

[4] ۔ بالي، وحيد بن عبد السلام، وقاية الإنسان من الجن والشيطان، دار البشير ، 1900ء :ص55

"آسیب زدگی کے عملی مظاہر میں اقوال، افعال اور افکار میں خبطی پن پایا جاتا ہے۔"[1]

جنات کے انسان کو چمٹنے کی حقیقت

انسانی بدن میں جنات کا داخل ہونا یا آسیب زدہ ہونا، اس بارے میں بنیادی طور پر دو نظریات ہیں:

جنات انسانی بدن میں داخل نہیں ہوسکتے۔

جنات انسانی بدن میں داخل ہوسکتے ہیں۔

پہلا نظریہ

جہاں تک پہلے نظریے کی بات ہے تو ان کا کہنا ہے :

1. قرآن اور سنت صحیحہ سے کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو ثابت کرے کہ جن جسم انسانی میں داخل ہو سکتا ہے۔
2. بعض علماء نے ایسا ہونے کو باطل قرار دیا ہے۔
3. عقلی طور پر محال ہے کہ دو مخلوقات، جو طبعی طور پر مختلف ہیں، اس طرح جمع ہو جائیں۔
4. جن آگ سے بنا اور انسان مٹی سے، اگر جن انسان کو چھولے تو اسے جلا دے۔[2]

دوسرا نظریہ

جنات انسانی جسم میں داخل ہوسکتے ہیں۔ جمہور علماء اہل سنت اس بات کے قائل ہے۔

وحید عبد السلام بالی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"آسیب زدگی نقل اور عقل سے ثابت ہے اور بالمشاہدہ ایسا واقع ہوا ہے۔ اس میں متکبر اور ضدی ہی جھگڑا کرتا ہے۔"[3]

ڈاکٹر عبد اللہ الطیار حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] ۔ بالي، وحيد بن عبد السلام، وقاية الإنسان من الجن والشيطان، دار البشير ، 1900ء :ص55

[2] ۔ وقاية الإنسان من الجن و الشيطان:ص56

[3] ۔المعانی، أسامة بن ياسين، فتح الحق المبين، دارالمعالي مصر، 1428ھ:ص76

"آسیب زدگی کتاب وسنت، اجماع، کلام اہل علم اور عقل سے ثابت ہے۔"[1]

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يَأۡكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِي يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ مِنَ ٱلۡمَسِّۚ﴾[2]

"سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اس طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے۔"

امام قرطبیؒ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

"اس آیت میں جنون کے ذریعے سے آسیب زدگی کا انکار کرنے والوں کے فساد کی دلیل ہے اور یہ کہ یہ سب طبیعتوں کا فعل ہے، شیطان انسان میں ہاتھ ڈالتا ہے نہ اس کو چھونے سے آسیب زدگی ہوتی ہے (آیت میں ان سب باتوں کے انکار کے باطل ہونے کی دلیل ہے)۔"[3]

امام طبریؒ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"یعنی اس (سود) کے ساتھ شیطان اس کو دیوانہ بنادیتا ہے، پس اس کو چھونے سے وہ مجنون بن جاتا ہے۔"[4]

عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ (۲۹۰ھ) کہتے ہیں:

"میں نے اپنے باپ سے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن آسیب زدہ کے جسم میں داخل نہیں ہوتا تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، جن ہی انسان کی زبان سے گفتگو کرتا ہے۔"[5]

---

[1] ۔البقرة 2:275

[2] ۔ البقرة 2:275

[3] ۔ القرطبي؛ محمد بن أحمد بن أبي بكر، الجامع لأحكام القرآن، مؤسسة الرسالة، بيروت 2006ء 355:3:

[4] ۔ أبو جعفر الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن، مؤسسة الرسالة 1420هـ، 8:6:

[5] ۔ المنجم ، إسحاق بن الحسين، آكام المرجان في ذكر المدائن المشهورة في كل مكان، عالم الكتب، بيروت 1408هـ، ص124

ابو عثمان عمرو بن عبید ان (۲۵۵ھ) کہتے ہیں:

"جنات کے انسانی جسموں میں دخول کے منکر دہریہ ہیں۔"[1]

جن کے انسان کو چمٹنے کی وجوہات

ابراہیم عبد العلیم حفظہ اللہ فرماتے ہیں: جن کے انسان کو چمٹنے کے 6 اسباب ہیں:

I. عداوت

یہ سبب شیاطین جنات کی طرف سے ہوتا ہے۔ شیطان انسان کو اس عداوت کیوجہ سے چھوتے ہیں جو حضرت آدمؑ کی پیدائش سے شروع ہوئی۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہر وسیلے سے انسان کو ہلاک کرے۔

II. انتقام

انسان کسی جن پر ظلم کرے، چاہے اسے معلوم نہ ہو، مثلاً: اس نے گرم پانی ایسی جگہ گرادیا جہاں کوئی جن تھا، جن کو اس سے تکلیف ہوئی تو جن انتقام لیتا ہے اور انسان کو چمٹ جاتا ہے۔

III. خواہش نفس

یہ بات معلوم ہے کہ کچھ جنوں سے شیطان ہوتے ہیں اور کچھ انسانوں سے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ﴾[2]

"اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنادیا تھا۔"

انسان کا نام شیطان اس لیے رکھا گیا کہ وہ حق سے دور، اللہ کے راستے سے جاننے کے بعد دور، باطل کی دعوت، حق سے جنگ اور سبیل اللہ سے روکتا ہے اور یہی سارا کچھ جن شیطان کرتا ہے۔ پس جب جن شیطان انسان شیطان کو دیکھتا ہے تو وہ اس کے درپیش ہو جاتا ہے، اسی کا نام مس الھویٰ، "خواہش نفس کی وجہ سے شیطان کا چھونا ہے۔"

---

[1] ۔ المنجم ، إسحاق بن الحسين، آكام المرجان في ذكر المدائن المشهورة في كل مكان، عالم الكتب، بيروت 1408ھ، ص124

[2] ۔ الأنعام 6:112

IV. **ظلم:**

کبھی جن بغیر کسی سبب کے ظلم کرتے ہوئے انسان کے درپیش ہو جاتا ہے، جیسا کہ انسان بھی کبھی دوسرے انسان پر بغیر سبب کے ظلم کرتا ہے۔

V. **عشق:**

یہ کہ کوئی جن کسی عورت یا کوئی جننی کسی مرد سے عشق کرنا شروع کر دے (اور انسان آسیب زدہ ہو جائے)۔

جن کو خود حاضر کر لینا

شیخ اسامہ عوضی حفظ اللہ کہتے ہیں:

> "یہ سب سے خطرناک قسم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے انسان کے ہاتھ میں کوئی جادو کی کتاب لگی اور انسان اس کو پڑھنا شروع کر دے یا کوئی تجربہ شروع کر دے جس کے نتیجے میں جن (موکل) حاضر ہو اور اسے کچھ پتا نہیں اس کے حاضر ہونے کا تو ایسی صورت میں جن اسے درپیش ہو جاتے ہے۔"[1]

ایسے واقعات اور مشاہدات سامنے آئے کہ موکل حاضر کرنے کے لیے انسان نے کوئی وظیفہ یا چلہ لگایا لیکن وہ اس میں ناکام ہو گیا تو جن اس پر غالب آجاتے ہیں اور انسان کو پھر دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیتے ہیں اور وہ مجنون بن کر زندگی گزارتا ہے۔ یا بسا اوقات اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔

جنات کے انسان کو چمٹنے کی شکلیں

وحید عبد السلام بالی حفظہ اللہ نے جنات کے چمٹنے کی چار مختلف شکلیں بیان فرمائی ہیں:

I. **کلی چمٹنا:** اس کی شکل یہ کہ جن انسان کے سارے بدن پر قابض ہو جائے۔

II. **جزئی چمٹنا:** اس طرح کہ جن انسان کے کسی ایک عضو، بازو، پاؤں یا زبان وغیرہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔

III. **دائمی چمٹنا:** یہ کہ جن ایک لمبی مدت تک انسان کو تکلیف دیتا رہتا ہے۔

---

[1] ۔ الرد المبین:ص45-52 مختصراً

IV. **کبھی کبھار چمٹنا:** جن وقفہ وقفہ سے انسان کو اذیت سے دوچار کرتا ہے۔[1]

شیطان کا انسانی بدن میں گردش کرنا اور شکوک وشبہات پیدا کرنا

شیطان کو یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کے بدن میں داخل ہو جائے اور انسانی دل میں طرح طرح کے وسواس، غلط خیالات اور شکوک وشبہات ڈالے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿مِن شَرِّ ٱلۡوَسۡوَاسِ ٱلۡخَنَّاسِ ٱلَّذِی یُوَسۡوِسُ فِی صُدُورِ ٱلنَّاسِ﴾[2]

"وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۶۸ھ) فرمان الٰہی: ﴿الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ "وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے" کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شیطان ابن آدم کے دل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے، جب اس سے بھول یا غفلت ہوتی ہے تو وہ وسوسہ ڈالتا ہے اور جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔"[3]

امام مجاہدؒ (۱۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے:

"شیطان انسان کے دل پر ہوتا ہے، جب اللہ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔"[4]

امام قتادہؒ (۱۱۷ھ) فرماتے ہیں:

"شیطان ابن آدم کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔"[5]

انسانی بدن میں دل ہی وہ ٹکڑا ہے کہ اگر یہ درست ہے تو سارا بدن درست اور اگر یہ خراب ہو جائے تو پورا بدن فساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

---

[1] ۔ وقاية الإنسان:ص78
[2] ۔ الناس114 : 4،5
[3] ۔ جامع البيان:24:710
[4] ۔أيضاً
[5] ۔ جامع البيان:24:710

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَلاَ وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ"[1]

"آگاہ رہو! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو پورا بدن درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو پورا بدن خراب ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہے۔"

شیطان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ انسانی دل پر قبضہ کر لے اور وسواس ڈال کر اسے گمراہ کر دے۔

علی بن حسینؓ (۹۵ھ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت صفیہ نے انہیں بتایا:

"وہ رمضان کے آخری عشرہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کی اعتکاف میں زیارت کے لیے گئیں، کچھ دیر گفتگو کی، پھر اٹھ کر جانے لگیں تو رسول اللہ ﷺ انہیں پہنچانے کے لیے اٹھے، جب آپ مسجد کے دروازے کے قریب، حضرت ام سلمہؓ کے دروازے کے پاس پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "ٹھہر جاؤ! یہ صفیہ بنت حیی ہیں" دونوں نے کہا: سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول ﷺ! انہیں یہ چیز بہت شاق گزری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شیطان خون کی طرح انسان کے رگ وریشے میں گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا تمہارے ولوں میں کوئی وسوسہ ڈالے۔"[2]

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ شیطان کوئی موقع خالی نہیں جانے دیتا۔ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے وہ دل میں وسوسہ ڈالتا ہے، اور یہ کام انتہائی کوشش سے کرتا ہے اور اسے اس کام پر طاقت بھی حاصل ہے۔ اور جب انسانی دل میں کوئی وسوسہ جگہ پالے تو عقل بھی اسی کے مطابق سوچتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ عقل مسحور ہو کر سوچنے کی صلاحیت کھو بیٹھی ہے۔ شیطان انسانی عقل پر ایسا جادو کر دیتا ہے کہ نافرمانی کے کام اس کے لیے خوش نما اور نفع بخش کام اس کے لیے نقصان دہ محسوس ہونے لگ جاتے ہیں۔

لوگوں کے وسواس کو دوسروں میں پھیلانا

انسان کوئی کام کرے یا زبان سے بات کرے، اس کا لوگوں میں پھیل جانا بڑی بات نہیں ہے، اس لیے کہ

---

[1] ۔ صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب: 38، رقم الحديث:52

[2] ۔ صحيح البخاري، كتاب الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف----- ،رقم الحديث:2035

کوئی دیکھ لے یا سن لے تو وہ دوسروں تک بات کو پھیلا سکتا ہے۔ لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ انسان کے دل میں کوئی بات وسوسہ کی صورت میں ہوتی ہے، انسان کسی چیز کے بارے میں محض سوچتا ہے لیکن وہ لوگوں میں عام ہو جاتی ہے!جی یہ شیطان کا کام ہے کہ کسی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے، پھر وہ وسوسہ دوسرے کے دل میں بھی ڈالتا ہے جس کی وجہ سے راز افشاء ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جسے امام شبلیؒ نے مطلب بن عبداللہ سے نقل کیا:

حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے دل میں ایک عورت کا تذکرہ کیا، کسی کو بتایا نہیں۔ تو ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: آپ نے فلاں عورت کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ خوبصورت، شریف، ایک اچھے گھر کی خاتون ہے۔ آپؓ نے پوچھا: آپ کو یہ کس نے بتایا؟ اس نے کہا: لوگ یہ باتیں کر رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے یہ بات کسی سے نہیں کی تو لوگ کیسے یہ باتیں کر رہے ہیں؟ پھر فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہو گیا خناس شیطان نے یہ بات پھیلائی ہے۔[1]

انسانی نیند میں شیطانی دخل

شیطان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ انسان کو حالت نیند میں پریشان کرنے کے لیے طرح طرح کے پریشان کن خواب دیکھاتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

”قَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ وَأَنَا كُنْتُ لأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلاَ يُحَدِّثْ بِهِ إِلاَّ مَنْ يُحِبُّ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِالله مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلاَثًا، وَلاَ يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.“[2]

میں ایسے خواب دیکھتا جو مجھے بیمار کر دیتے، حتیٰ کہ میں نے ابو قتادہؓ کو فرماتے سنا کہ میں ایسے خواب دیکھتا ہوں جو مجھے بیمار کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اس لیے جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ صرف اس سے بیان کرے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کے شر اور شیطان

[1] ۔ آکام المرجان: ص189,188

[2] ۔ صحیح البخاری: کتاب التعبیر، باب اذارأی مایکرہ، رقمالحدیث:7044

کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، تین بار تھوکے، کسی سے بیان نہ کرے۔ ایسا کرنے سے وہ کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔"

حضرت عوف بن مالکؓ (۷۳ھ) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلاَثٌ : مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ."[1]

"یقیناً خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: ان میں سے ایک قسم کے خواب شیطان کی طرف سے ہولناکیوں پر مشتمل ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعے سے ابن آدم کو غمگین کرے۔"

نیند میں احتلام

امام ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"شیطان کی طرف سے ہر کام کی وجہ سے بندے کا مواخذہ نہیں ہوتا لیکن انسان نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے، جیسے نسیان ہے، یہ شیطان کی طرف سے ہے اور احتلام بھی شیطان کی طرف سے ہے۔ ذکر اور نماز میں اونگھ بھی شیطان کی طرف سے ہے۔"[2]

کھانے پینے اور گھروں میں اثر انداز ہونا

شیطان انسانی کھانے پینے اور گھریلو معاملات میں بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ کھانوں میں بے برکتی، گھروں میں بے سکونی، لڑائی جھگڑا اور گھریلو معاملات میں بد اعتمادی شیطان کے حملوں میں سے حملہ ہوتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ (36ھ) سے روایت ہے:

جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو ہم اپنے ہاتھ کھانے میں نہ ڈالتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ابتدا کر لیتے۔ ہم ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں حاضر تھے، ایک بچی آئی، گویا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہو، وہ کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا ہو تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شیطان کھانا حلال کر لیتا ہے اس سے

---

1 - سنن ابن ماجه: كتاب تعبير الرؤيا، باب الرؤيا ثلاث ، رقم الحديث : 3907، وصححه الألبانی، صحیح ابن ماجه :340:2رقم الحديث: 3135

2 - ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم، فتح المنان، مكتبة التوحيد لبنان، 1419ھ، 190:1

کہ اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ شیطان اس بچی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ذریعے سے کھانا حلال کرے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ اس اعرابی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ذریعے سے کھانا حلال کرے تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے اس (بچی) کے ہاتھ کے ساتھ۔"[1]

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے، حضرت امیہ بن مخشیؓ سے روایت ہے اور وہ اصحاب رسول میں سے تھے:

رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اور اس نے بسم اللہ نہ پڑھی، حتی کہ جب ایک لقمہ باقی رہ گیا تو جب اس نے اسے منہ کی طرف اٹھایا تو پڑھا «بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ»، تو رسول ﷺ ہنس دیے پھر فرمایا: "شیطان مسلسل اسکے ساتھ کھا رہا تھا۔ جب اس نے اللہ کا نام لیا تو اس نے قے کر دی جو اس کے پیٹ میں تھا۔"[2]

حضرت جابر بن عبد اللہؓ (۷۸ھ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب رات شروع ہو یا جب تم شام کرو، تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لو، کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کا ایک حصہ گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور (اس دوران میں) دروازے بھی بند رکھو اور اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازے کھول نہیں سکتا اور اپنے مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور اللہ کا نام لو اور اپنے برتنوں کو ڈھک کر رکھو اور اللہ کا نام لو، اگرچہ ان پر کوئی چیز ہی رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔"[3]

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ جنات اور شیاطین ایسے دروازے نہیں کھولتے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور اگر دروازے کھلے چھوڑ دیے جائیں اور بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو جنات ایسے گھروں میں رات گزارتے ہیں اور ان کا گھروں میں رہنا باعث فتنہ اور نقصان ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں رات کو چراغ بجھا دینے کا حکم بھی اس لیے ہے کہ شیطان گھر میں آگ لگا دیتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ۔ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب آداب الطعام: رقم الحديث:2017

[2] ۔ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء، رقم الحديث:2012

[3] ۔ السِّجِسْتاني، ابوداود سليمان بن الأشعث بن إسحاق، المكتبة العصرية، صيدا بيروت، 1428ھ، كتاب الأدب، باب في إطفاء النار۔۔۔،رقم الحديث:5247

إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هَذِهِ عَلَى هَذَا فَتَحْرِقَكُمْ۔[1]

"جب تم سونے لگو تو چراغ بجھادو کیونکہ شیطان اس (چوہے) کو اس (چراغ) کی طرف بھیج دیتا ہے اور اس طرح تمہیں آگ لگا دیتا ہے۔"

انسانی صحت میں جنات کا اثر انداز ہونا

جنات جو مصائب انسان کے لیے لاسکتے ہیں، ان میں سے بعض بیماریاں ہیں جو جنات کے چھونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، جیسا کہ حضرت ایوبؑ کو جو جسمانی بیماری، مالی نقصان پہنچا اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَٱذْكُرْ عَبْدَنَآ أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلشَّيْطَٰنُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾[2]

"اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کر، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔"

طاعون کی بیماری

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ (۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ عَرَفْنَا الطَّعْنَ، فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ."[3]

"میری امت نیزوں اور طاعون سے فنا ہوگی"۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! طعن کو تو ہم جان گئے لیکن طاعون کیا ہے؟ فرمایا: "تمہارے دشمن جنوں کے کچوکے ہیں، اور (ان سے مرنے والوں میں سے) ہر ایک کے لیے شہادت ہے۔"

استحاضہ

خواتین میں استحاضہ کی بیماری بھی شیطانی کچوکا ہے۔

---

[1] ۔ البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق، مسند البزاز:16:8، رقم الحديث:2986، وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، انظر: المستدرک علی الصحيحين:114:1، رقم الحديث:158

[2] - مريم 19: 41

[3] ۔ مسند البزاز:16:8، رقم الحديث:2986، وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، انظر: المستدرک علی الصحيحين:114:1، رقم الحديث:158

رسول اللہ ﷺ کی صحابیہ حمنہ بنت جحشؓ اس بیماری میں مبتلا تھیں تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ من رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ" (1)

"یہ تو شیطان کے دھکوں میں سے ایک دھکا ہے۔"

امام خطابیؒ(۳۸۸ھ)فرماتے ہیں:

"شیطان اس طریقے سے اس کے دین، طہارت اور نماز کے معاملات میں شک پیدا کرتا ہے، حتی کہ اسے اس(استحاضہ)کے ساتھ اس کی(ایام حیض کی)عادت بھلادیتاہے۔" (2)

عبادات میں اثر انداز ہونا

جنات مسلم و غیر مسلم فطری طور پر انسان کے دشمن ہیں, جیسا کہ وضاحت گزر چکی ہے۔ اس لیے جنات، خاص طور پے کافر اور فاسق مسلمان کی عبادات میں خلل ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں تاکہ مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے دور کیا جائے اور جہنم کا ایندھن بنادیا جائے، چنانچہ احادیث میں اس کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ(۵۹ھ)سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"گزشتہ رات اچانک ایک سرکش جن مجھ سے ٹکرا گیا۔ یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔ تاکہ میری نماز میں خلل انداز ہو، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔ میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب اسے دیکھ لو، پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمانؑ کی دعا یاد آگئی: (3)

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی شخص کے لائق نہ ہو۔

امام مسلمؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ(۳۲ھ)سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، ہم نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: «أَعُوذُ باللهِ مِنْكَ» "میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں" پھر فرمایا: "میں تجھ پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں۔" تین بار

---

[1] ۔ سنن أبی داود، كتاب الطهارة، باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة، رقم الحديث:287 وحسنه الألباني، انظر صحيح و ضعيف سنن أبی داؤد:49:1

[2] ۔ العظيم آبادي، شرف الحق أبو عبد الرحمن، عون المعبود شرح سنن ابی دأد،دارالعلم بيروت، 1422ھ،316:1

[3] ۔ العينى،أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى، عمدة القارى شرح صحيح البخارى، دار إحياء التراث العربي – بيروت،1380ھ، تحت حديث:5739

فرمایا، اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا، گویا کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ سے نماز میں ایسی بات سنی جو اس سے پہلے آپ سے نہیں سنی اور ہم نے آپ کو ہاتھ بھی پھیلاتے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: " اللہ کا دشمن ابلیس ایک شعلہ لے کر آیا تا کہ میرے چہرے پر پھینک دے تو میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، پھر میں نے کہا: میں تجھ پر اللہ کی تام لعنت کرتا ہوں، لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا، تین مرتبہ ایسے ہوا۔ پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا، اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمانؑ کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو وہ بندھا ہوتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔"[1]

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ پچھلے پہر آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کی ڈیوٹی لگائی کہ فجر کی نماز کے وقت ہمیں جگائے، پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سب سو گئے۔ ہوا یوں کہ حضرت بلالؓ بھی فجر کے قریب سو گئے اور سورج نکلنے پر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ بیدار ہوئے تو اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«أن الشيطان أتى بلالا وهو قائم يصلي فلم يزل يهدئه كما يهدي الصبي حتى نام» [2]

" شیطان بلال کے پاس آیا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو شیطان ہمیشہ اس کو تھپکیاں دیتا رہا جیسے بچے کو دی جاتی ہیں، یہاں تک کہ بلال بھی سو گئے۔"

حضرت عثمان بن ابو العاصؓ (۵۱ھ) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! شیطان، میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری نماز میں گڈ مڈ کر دیتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " یہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اسے محسوس کرو تو اللہ سے پناہ مانگو اس کی اور بائیں طرف تین دفعہ تھو تھو کر دو۔" چنانچہ میں نے ایسا کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔ [3]

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ نے بہت سے ساری مخلوقات پیدا کی ہیں لیکن ان میں سے دو مخلوقات کو صاحب عقل و شعور بنایا اور

---

[1] ۔ صحيح البخارى: كتاب الصلاة، باب الأسير.........، رقم الحديث:461؛و صحيح مسلم: كتاب المساجد، باب جواز لعن الشيطان......، رقمالحديث:541

[2] ۔ سنن أبي داود: كتاب الطهارة ، باب في البول...، رقم الحديث:27

[3] ۔ صحيح مسلم: كتاب السلام، باب التعوذ من شيطان...، رقم الحديث:2203

پھر ان کو مکلف بنایا۔ ایک انسان دوسرے جن۔ جنات انسانوں سے ہیں نہ فرشتوں سے۔ ان کا مستقل ایک وجود ہے۔ یہ ایک غیر مرئی مخلوق ہے۔ حس اور مشاہدہ سے ماوراہے۔ جن کو جن کہتے ہی اس لیے ہیں کہ یہ نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اس لیے بعض لوگوں نے جنات کا سرے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ و تابعین اور آئمہ مسلمین کے اقوال میں جنات کا اس قدر زیادہ ذکر ہے کہ ان کا انکار کرنا مشکل امر ہے۔ قرآن کریم میں ایک مستقل سورت، "سورۃ الجن" کے نام سے اللہ تعالیٰ نے نازل کی اور دیگر بہت سارے مقامات پر جنات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے جمہور نے جنات کا اقرار کیا ہے۔ مسلمین و غیر مسلمین اکثر فرقے ان کا یقین رکھتے ہیں، سوائے چند گروہوں کے۔ بعض لوگ جنات کا اقرار کرتے ہیں لیکن فاسد تاویلیں کرتے ہیں۔ جنات انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اور نظر بھی نہیں آتے اور یہ انسانوں کے دشمن بھی ہیں، اس لیے ان کا انسانوں کی زندگیوں میں بہت زیادہ دخل ہے اور انسان ان سے بہت زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور ہر اعتبار سے جنات سے اعلیٰ و افضل بنایا ہے۔ اس لیے انسانوں کے بھی جنات پر بہت زیادہ اثرات ہیں اور جنات بھی انسانوں سے خوفزدہ رہتے ہیں بلکہ اللہ کے بندوں کے قریب تک نہیں پھٹکتے ہیں۔ بہت سارے انسان جنات سے خدمت لیتے رہے ہیں اور اب بھی لیتے ہیں۔ بعض اوقات جنات کو مار دیا جاتا ہے، جیسا کہ بہت سارے واقعات صحیح سند سے ایسے ثابت ہیں۔ جنات کے شر سے بچنے کے لیے انسان کو ہمیشہ اسباب و ذرائع اختیار کرنے چاہیں اور پھر اس حوالے سے ان کو جائز اسباب اختیار کرنے چاہیں۔ غیر شرعی اسباب و ذرائع کو قطعاً اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ بیماری کو جائز طریقے سے ختم کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے حرام سے علاج منع کیا ہے۔ بہت سارے لوگ اس معاملے میں اپنے ایمان کو خراب کر لیتے ہیں۔ اگر جنات یا جادو کے حوالے سے ان کو کوئی شکایت ہو تو وہ ہرگز نہیں دیکھتے کہ کس سے علاج کروا رہے ہیں؟ کس طریقے سے علاج کروا رہے ہیں؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان مالی اور ایمانی نقصان اٹھاتا ہے۔ اس لیے انسان کو صحیح عقیدے والے انسان سے اپنا علاج کروانا چاہیے۔ جادوگر یا شعبدہ باز سے بچنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے جادوگر یا کاہن کے پاس جانے سے روکا ہے۔